بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

شانِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اور

حدیث قیصر ویزید کے انجام کا بیان

از : افاداتِ مبارکہ

شیخ طریقت، عالم باعمل، نباض قوم پاسبان مسلک رضا، خلیفہ ءشہزادہ اعلیٰ حضرت

علامہ پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب حفظہ اللہ

ناشر:

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارلسلام گوجرانوالہ پاکستان

0092 5554217986 - 00923338159523

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.................. شان امیر معاویہ وحدیث قیصر ویزید

تالیف.................. حضرت مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب

(امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان)

کمپوزنگ .... محمد نوید رضوی کمپوزنگ سنٹر

صفحات.................. ۳۲

اشاعت اوّل.................. ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ

ہدیہ.................. ۱۶ روپے

ناشر:.................. مکتبہ رضائے مصطفیٰ

چوک دارالسلام گوجرانوالہ 055-4217986

ملنے کے پتے

- ادارہ صراط مستقیم داتا دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ غوثیہ امام احمد رضا خاں روڈ نارووال
- مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ
- مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

درود غوثیہ

یہ درود رحمت خداوندی کا خزانہ ہے' جو شخص اس درود کو روزانہ ۱۱ امرتبہ تا حیات پڑھتا رہے وہ رحمت خداوندی سے مالا مال ہو جاتا ہے۔اس درود پاک کو ایک بار پڑھنے سے سات نعمتیں حاصل ہوں گی۔

(۱) رزق میں برکت

(۲) تمام کام آسان ہو جائیں گے

(۳) نزع کے وقت کلمہ نصیب ہوگا

(۴) جان کنی کی سختی سے محفوظ رہے گا

(۵) قبر میں وسعت ہوگی

(۶) کسی کی محتاجی نہ ہوگی

(۷) مخلوق خدا اس سے محبت کرے گی۔رسول اکرم ﷺ کے قرب اور زیارت کیلئے بھی یہ درود بہت مؤثر ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی قرآنی عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کیلئے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت (اعتراض) اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے پارہ ۲۷ سورہ حدید، آیت ۱۰ میں ○ جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں ○ مومنین قبل فتح مکہ وبعد فتح مکہ ○ اور اُن کو ان پر تفضیل دی اور فرمادیا **کلا وعد اللّٰه الحسنیٰ** سب سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمالیا۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا **واللّٰه بما تعملون خبیر۔**

(پارہ ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۰)

''اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کروگے''

توجب اُس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنت میں بے عذاب وکرامت ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے یا طعن کرنے والا اللہ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے؟

عقیدہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ومجتہد تھے' ان کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری (ج ۴ ص ۱۷) میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب وخطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم ہے' خطاء عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں ان پر عنداللہ اصلاً مواخذہ نہیں۔

عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام' حرام' سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اور سچے غلام ہیں اور سب ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔

عقیدہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں۔ اسی کی طرف تورات مقدس میں ارشاد ہے کہ **مولده بمكة ومما جره طيبة و ملكه با الشام** ۔ وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔ تو حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔

○ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار جانثاران کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے، میں اُمید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے۔ (بخاری شریف ج۴ص ۲۲۹)

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حضرت عزت جل وعلا پر طعن کرتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)، (بہار شریعت)

شانِ صحابیت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک

جلیل القدر، رفیع الشان صحابی ہیں بلکہ صحابی ابن صحابی کیونکہ آپ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ نیز آپ کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں۔ آپ تینوں ایام فتح مکہ میں خدا کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت اور آپ کے نورانی ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے، زہے نصیب آ چکے، بہرحال جب آپ کی صحابیت ایک تسلیم شدہ ناقابل تردید حقیقت ہے تو یقین جانیے کہ صحابہ کی شان وفضائل، احترام ومحبت کے بارے میں جو متعدد آیات قرآنیہ اور بہت سی احادیث نبویہ وارد ہیں۔ لاریب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہیں۔

نیز یاد رکھئے اگر کوئی شخص مثلاً سب صحابہ کے ساتھ اپنی نیازمندی کا اظہار کرے اور آپ سے دشمنی رکھے تو سمجھ لیجئے کہ وہ بھی پورا پورا بدنصیب وگمراہ ہے جیسا کہ ایک نبی کا انکار سب کا انکار اور ایک آیت کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ۔ لہٰذا کسی بھی صحابی پر تنقید ونکتہ چینی کرتے ہوئے زبان طعن دراز کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ سخت قسم کا جرم ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے **اذا ذکرا صحابی فامسکوا** جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ (شفا شریف)

لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں کسی کو بھی مجالِ دم زدن نہیں۔

رشتہ داری: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے علاوہ حضور علیہ السلام سے ایک اور خاص تعلق رکھتے تھے وہ یہ کہ رشتہ کے لحاظ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی ہیں۔ کیونکہ آپ کی ہمشیرہ سیدہ ام المومنین ام

حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زوجیت میں تھیں اور ام المومنین (مومنوں کی ماں) کا بھائی ہونے کی نسبت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں جان ہیں۔ کتنے بے ادب اور بدنصیب ہیں جو اس قدرتی اور ایمانی رشتہ کے احترام کے بجائے بے ادبی و قطع رحمی کر کے ڈبل مجرم بنتے ہیں۔(استغفراللہ)

امارت وخلافت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مجھے (ابتلاؤ عمل) امارت وحکومت کی اس وقت سے امید تھی جس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ”اے معاویہ! اگر تجھے امیر بنایا جائے تو تقویٰ وعدل اختیار کرنا“۔(مسند احمد)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ملک شام میں آپ کا تقرر کر دیا پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو قائم رکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی آپ تمام ملک شام پر حاکم رہے۔ ہر سہ خلفاء کے دَور میں ان کی مرضی سے آپ کا اتنے بڑے منصب پر قائم رہنا آپ کے ”عدل و اتقاء، حسن تدبیر، اعلیٰ قابلیت، بہترین صفات کی روشن دلیل“ ہے۔(رضی اللہ عنہم)

ایک روایت میں ہے کہ ”اس اُمت میں جتنی مدت حضرت معاویہ کی حکومت رہے گی، اتنی مدت کسی کی حکومت نہ ہوگی۔ چنانچہ خلافت صدیقی سے لے کر سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہونے تک آپ کی حکومت کا زمانہ تیس برس تک جا پہنچتا ہے اور صلح ہونے پر جب آپ بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لئے گئے تو اس کے بعد آپ وقت انتقال تک تخت خلافت پر متمکن رہے۔ یہ مدت بیس سال ہوتی ہے۔ آپ کے سایہ میں اسلامی حکومت بڑی طاقتور اور مضبوط تھی۔ آپ نے اسلامی حکومت کو نہایت شان وشوکت سے

بہترین طریقہ پر چلایا۔کسی دشمن اسلام کو اس حکومت کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہوسکی۔ بلکہ کئی علاقے فتح ہو کر داخل مملکتِ اسلامیہ ہوئے۔اندرونی طور پر بھی آپ کی خلافت میں کوئی انتشار نہیں تھا اور کسی امیر یا عامل نے کسی جگہ پر بھی سر نہیں اُٹھایا تھا۔آپ کی شان و رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپکی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ ''معاویہ عرب کے کسریٰ ہیں''۔(رضی اللہ عنہ)،(تاریخ الخلفاء)

غور فرمایئے! خدا تعالیٰ کے دین پھیلانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کی اشاعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کتنا اہم حصہ ہے اور آپ نے کتنے ''دارالکفر''،''دارالسلام'' بنائے اور کتنے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایمان سے مشرف ہوئے۔

محبوبیت: سیدہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ کر چوم رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دیکھ کر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو فرمایا ''کیا تمہیں معاویہ سے محبت ہے۔ام المومنین نے عرض کیا ''حضور یہ تو میرے بھائی ہیں مجھے ان سے کیسے محبت نہ ہو''اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان اللّٰہ و رسولہ یحبانہ ''یعنی اللہ و رسول کو بھی معاویہ سے محبت ہے۔(تطہیر الجنان ابن حجر مکی) جو خدا وٗرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہوں ان کی شان سبحان اللہ! کسی کے بکواس سے ان کا کیا بگڑ سکتا ہے۔

ع...... پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

عقیدت و محبت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے

بہت محبت تھی ۔مختلف صحابہ کرام سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث معلوم کرتے رہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وسنن کے مطابق عمل کرتے تھے۔ نیز آپکے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے تبرکات (قمیص، تہبند، چادر، ناخن مبارک، بال شریف بھی تھے) حضرت کعب ابن ظہیر صحابی رضی اللہ عنہ کو دربار رسالت سے ایک چادر شریف عنایت ہوئی تھی۔ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر شریف بیس ہزار درہم اور بہ روایت چالیس ہزار درہم کے بدلے حاصل کی اور وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص پہنا کر تہبند اور چادر شریف میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور ناخن شریف میرے منہ آنکھوں نتھنوں میں رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے۔ (کمال وغیرہ)

سبحان اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے پیارے انداز میں کتنے بہترین سامان کے ساتھ سفر آخرت اختیار فرما رہے ہیں۔آخرت کی کامیابی اور اُن کی مغفرت و بخشش میں کیا شک ہوسکتا ہے اور جو شک کرے اس کا ایمان کیسے سلامت رہ سکتا ہے۔

فرمانِ نبوی، احترام صحابی: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا متفقہ طور پر رتبۂ صحابیت، قربِ نبوی اور جلالت وشان جاننے کے بعد اب احترام صحابی اور صحابہ پر نکتہ چینی وان کی تنقیص وتنقید کی ممانعت کے متعلق فرمانِ نبوی بر زبانِ مجدد الف ثانی بغور پڑھیں۔فرمایا ''جس نے میرے اصحاب کو گالی دی، اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو''

- نیز فرمایا ''میری اُمت کے وہ شریر و بدترین لوگ ہیں جو میرے صحابہ کے بارے بیباکی وزبان درازی کرتے ہیں''۔
- نیز فرمایا ''**ایاکم وما شجر بین اصحابی**''۔ میرے صحابہ کے اختلافات میں پڑنے سے بچو۔
- نیز فرمایا میرے اصحاب کے حق میں اللہ سے ڈرو اور ان کو اپنے (طعن وتنقید کے) تیر کا نشانہ نہ بناؤ۔
- نیز فرمایا **اذا ذکرا اصحابی فامسکوا** جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ (کسی پر نکتہ چینی نہ کرو)
- نیز فرمایا ''**اصحاب کالنجوم**''یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔(مکتوبات ج۲ص۹۰)

الحمدللہ! تبرکاً مختصرا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مسلمہ جلالت شان و مقام صحابیت اور آپ کا اعزاز و اکرام واضح ہو گیا ہے اور تفصیل اس موضوع پر علماء کرام کی مستقل تصانیف میں مدلل بیان کی گئی ہے۔ مثلاً تطہیر الجنان واللسان، امام ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ، ناہیہ عن ذم معاویہ، علامہ محمد عبدالعزیز محشی نبراس، النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ مولانا محمد نبی بخش حلوائی، تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ مولانا محمد حسین حیدر قادری مارہروی، تنویر العینین مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری، کتاب امیر معاویہ مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی علیہم الرحمۃ، فضائل امیر معاویہ از مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی

اکابر علماء اُمت و بزرگان دین کے ارشادات مبارکہ

غوث الاعظم: شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، جانشین علی المرتضیٰ امام حسن رضی اللہ عنہما کے خلافت سے دستبردار ہو کر امر خلافت امیر معاویہ کو سونپنے کے بعد ثابت و صحیح ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان صحیح ثابت ہو گیا جس میں فرمایا تھا کہ ”میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا“۔ اس صلح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت واجب ہو گئی اور اس سال کا نام جماعت و اتفاق کا سال رکھا گیا۔ اس لئے کہ اس سے سب کا اختلاف ختم ہو گیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع کر لی اور تیسرا کوئی مدعی خلافت نہ رہا“۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۸۴ ملخصاً)

سبحان اللہ! کس ترتیب و جامعیت اور حفظ مراتب کے ساتھ مسلک اہلسنّت کا بیان ہے۔ کتنے ظالم اور بے ادب لوگ ہیں جو اس اسلامی اجتماعیت و اتفاق میں رخنہ اندازی کریں اور اللہ کے صلح کرانے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے اور امام حسن کے امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہونے اور غوث الاعظم کی ہدایت فرمانے کا بھی کوئی لحاظ و پاس نہ کریں۔

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ: امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ”امیر معاویہ، صحابی افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تابعی“۔ آپ نے جواب دیا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا گردو

غبار حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجے بہتر و افضل ہے''۔یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و زیارت کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔تو سوچنا چاہیئے کہ جس گروہ صحابہ کی ابتداء میں اوروں (عمر بن عبدالعزیز وغیرہ) کے درجہ کی انتہا ہو۔ان کی انتہا کہاں تک ہوگی''؟ (مکتوبات مجدد الف ثانی ج اص۱۳۲،۱۴۷)

عمر بن عبدالعزیز، غزالی و سیوطی (رضی اللہ عنہم) خود حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں حضرت امیر معاویہ کے میدان جہاد کا غبار، عمر اور آل عمر سے بہتر ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے کے متعلق کہا گیا ہے **فذاك كلب من كلاب الماويه** کہ ایسا طعن باز دوزخی کتا ہے''۔(نسیم الریاض علامہ خفاجی ج۳ص۴۳۰)

- O ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے درّے لگوائے''۔(تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص۲۶۱)
- O امام غزالی نے ''احیاء العلوم'' میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب نقل کیا ہے کہ آپ نے دیکھا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت علی و معاویہ (رضی اللہ عنہما) کی پیشی ہوئی اور انہیں فیصلہ کیلئے ایک مکان میں پہنچایا گیا۔جہاں سے تھوڑی دیر بعد
- O حضرت علی یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں ہو گیا
- O پھر ان کے بعد حضرت معاویہ باہر نکلے اور انہوں نے کہا رب کعبہ کی قسم مجھے بخش دیا گیا''۔(اسالیب بدیعہ علامہ نبہانی ص۷۲)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق معتبر اور ثقہ راویوں کی اسناد سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا کی کہ ''اے اللہ معاویہ کو کتاب وحساب سکھا اور عذاب سے بچا''۔

- دوسری جگہ دُعا فرمائی ''اے اللہ معاویہ کو ہادی و مہدی بنا'' (یعنی خود ہدایت پانے والا دوسروں کو ہدایت کرنے والا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہے''۔
- نیز پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ کو فرمایا ''**اذا ملکت الناس فارفق بھم**''یعنی جب تو لوگوں کا حکمران بنے تو ان کے ساتھ نرمی کر
- شاید اس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی امید ہو گئی تھی لیکن ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کی خلافت کے بعد تھا اور حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے اور مجتہد اجتہاد میں خطا پر ہو تو بھی درجہ ملتا ہے اور حق پر ہو تو دو درجے بلکہ دس درجے
- صحبت نبوی کے برابر کوئی چیز نہیں......اس لئے حضرت معاویہ کی خطا' صحبت کی برکت سے حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز مروانی کے صواب سے بہتر ہے۔ (مکتوبات دفتر اوّل ص ۲۲۹) بہرحال! بہتر طریق یہ ہے کہ صحابہ کے اختلافات میں خاموش رہیں اور جھگڑوں کے ذکر اذکار سے منہ موڑیں''۔

(مکتوبات دفتر اوّل ص ۲۲۹، ۴۴۱، ۴۴۲)

شیخ محقق: علامہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مشکوٰۃ شریف'' میں مذکورہ بالا

احادیث نقل کرتے ہوئے حدیث مبارکہ (اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما) کی بالخصوص توثیق کی کہ ''تحقیق شانِ حضرت امیر معاویہ میں وارد شدہ یہ روایت مسند امام احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہ حدیث متعدد طریقوں سے مروی ہے''۔ (لہٰذا اس میں شک کی گنجائش نہیں)

(اشعت اللمعات ج ۴ ص ۷۳۵)

- نیز شیخ محقق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں (سیکرٹریوں) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اہتمام وتفصیل سے ذکر کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی کی کتابت کرتے تھے یا دیگر مکتوبات واحکامات لکھتے تھے (جو بہر حال بڑی امتیازی شان اور بارگاہ رسالت میں مقرب ومعتمد ہونے کی دلیل ہے)
- مزید فرمایا کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف اجتہاد کی بناء پر تھا (کیونکہ حضرت امیر معاویہ مجتہد تھے) اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوئی''۔ (ملخصاً مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۴۰)
- حضرت امیر معاویہؓ امام حسن رضی اللہ عنہما کے بعد امام وحاکم ہوئے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان کو امامت سپرد کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔
- اور ہم اہلسنّت صحابہ کو بھلائی سے یاد کرتے ہیں اور برائی سے زبان کو روکتے ہیں
- حدیث میں ہے **اکرموا اصحابی فانھم خیارکم** '' میرے صحابہ کی عزت کرو وہ تم میں سے بہترین ہیں'' (تکمیل الایمان شیخ محقق ص ۹۲)

اعلیٰ حضرت: امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دشمنانِ امیر معاویہ رضی

اللہ عنہ کے ردّ میں الاحادیث الروایہ لمدح الامیر معاویہ، البشریٰ العاجلہ، من تحف آجلہ، ذب الاھواء الواہیہ فی باب الامیر معاویہ، عرش الاعزاز والاکرام، لاوّل ملوک الاسلام، چار کتابیں تصنیف فرمائیں اور ''منیر العین'' (ص ۴۰) پر فرمایا:

''بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں۔ یہ ان کی نادانی ہے، علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں۔ عزیز و مسلم کہ صحت نہیں۔ (حدیث) پھر حسن کیا کم ہے؟ حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے'' (کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی بالاتفاق مقبول ہے)

ان تصریحات کے باوجود جو بدزبانی سے باز نہ آئے وہ اپنا انجام سوچ لے۔

=======

گنج قادریه

نمازفجر کے بعد یَاعَزِیْزُ یَااللّٰه

نمازظہر کے بعد یَا کَرِیْمُ یَااللّٰه

نمازعصر کے بعد یَاجَبَّارُ یَااللّٰه

نمازمغرب کے بعد یَاسَتَّارُ یَااللّٰه

نمازعشاء کے بعد یَاغَفَّارُ یَااللّٰه

ہر نماز کے بعد سوسو مرتبہ (ہر نماز کے بعد ایک تسبیح)

اوّل وآخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔اس کی پابندی سے بے شمار دین ودنیا کی برکات ظاہر ہوں گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ: حضور پُر نور نبی غیب دان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ’’بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے اور میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے اور سوائے ایک کے سب جہنم میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والا ایک کون ہے؟ فرمایا **ما انا علیہ و اصحابی** ۔ جو میری سنت و میرے صحابہ کی جماعت کا پیروکار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں **وھی الجماعة** اور وہ جماعت ہے‘‘۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

اکابر علماء اُمت و اولیاء ملت علیہم الرحمۃ کی تصریحات کے مطابق حدیث مذکور میں جس ناجی و جنتی گروہ کا ذکر ہے وہ اہلسنّت و جماعت ہے اور مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت کی حقانیت و صداقت کی ایک امتیازی شان اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ اولیاء اللہ کا مذہب ہے‘ یہ ادب والوں کا مذہب ہے اور یہی راہ اعتدال و صراط مستقیم ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے مخالف جتنے فرقے ہیں‘ وہ کسی نہ کسی بدعقیدگی میں مبتلا ہیں اور کسی نہ کسی مقام ادب کے بے ادب اور گستاخ ہیں مگر اہلسنّت و جماعت بفضلہ تعالیٰ تمام فرقوں کے مقابلہ میں عمدہ ترین عقائد کے حامل اور ہر مقام ادب کی محبت و احترام سے سرشار ہیں۔

؎ باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتوب ہیں حکم سے نبی اکرم کے مغضوب ہیں
ادب کی اے خضر ہم کو دولت ملی مذہب حق اہلسنّت کی کیا بات ہے

چنانچہ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ کئی بے نصیب حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق‘ حضرت عمر فاروق اعظم‘ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں

بے ادب و بدزبان ہیں اور کئی بدنصیب حضرات اہل بیت و حضرت علی المرتضٰی و امام حسین رضی اللہ عنہم کے بے ادب اور گستاخ ہیں مگر اہلسنّت و جماعت دونوں آستانوں کے نیاز مند و عقیدت کیش ہیں۔

؎ اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

کئی لوگ حب اہل بیت کے دعویٰ میں انہی کے طریقۂ صبر و استقلال اور اسوہ تسلیم و رضا کے برعکس سینہ کوبی و ماتم کوشی میں سرگرداں ہیں اور کئی لوگ محرم الحرام میں شہزادگان اہل بیت کے ذکر مقدس و ایصالِ ثواب کے بھی منکر و مانع ہیں مگر اہلسنّت و جماعت نہ مروّجہ ماتم کے قائل ہیں اور نہ ذکر مبارک و ایصالِ ثواب کے خلاف ہیں۔

؎ غم حسنین میں آنسو بہانا روا لیکن
فضلِ حق پیٹنا سر کا جہالت اس کو کہتے ہیں
کافر ہے جو منکر ہو حیات شہداء کا
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

لوگ از روئے رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بہنوئی' کاتب وحی و صحابی مجتہد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جناب میں اپنی جہالت و حماقت کے باعث بے ادب و زبان دراز ہیں اور کئی یزید پلید جیسے فاسق و فاجر و ظالم و بدکار کے بھی مداح و قصیدہ خوان ہیں مگر اہلسنّت و جماعت نہ سیدنا امیر معاویہ جیسے صحابی مجتہد رضی اللہ عنہ کے خلاف لب کشائی کر سکتے ہیں اور نہ یزید کی عقیدت و حمایت کا دم بھر سکتے ہیں۔ والد بزرگوار کی اہل بیت پاک سے حسن سلوک کی روش اور نصیحت و وصیت کے باوجود اگر

یزید جیسا نالائق بیٹا اپنے جلیل القدر باپ کی نافرمانی وخلاف ورزی کرے تو باپ اس کی نالائقی کا ذمہ دار کیسے ہوسکتا ہے۔

ع...... چہ نسبت خاک را با عالم پاک

من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعليها

(جو بھلا کام کرے تو اس کے اپنے لئے اور برا کرے تو اپنے برے کو)

موجودہ معرکۂ کربلا: ایک معرکۂ کربلا تو وہ تھا جس میں ایک طرف تو سیدنا امام حسین اپنے پیاروں اور جانثاروں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور دوسری طرف یزید پلید وابن زیاد بدنہاد کا لشکر جرار تھا اور ایک معرکہ کربلا دور حاضر میں برپا ہے جس میں ایک طرف امام حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص وتغلیط اور یزید کی مدحت وستائش میں سرگرم یزیدی خارجی ٹولہ ہے اور دوسری طرف غلامان صحابہ واہل بیت اور خدام بارگاہ حسین، اہلسنّت و جماعت سرکار حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت و مدافعت اور یزید پلید کی مذمت ومخالفت میں مصروف کار ہیں۔

؎ باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

مقام عبرت: ہے کہ جولوگ آج اس صدی میں امام حسین کی تنقیص وتغلیط اور یزید پلید کی حمایت ووکالت کررہے ہیں۔ اگر یہ بذات خود کربلا کے موقع پر موجود ہوتے تو کیا یہ ظالم (بدنصیب عملاً قاتلان حسین (رضی اللہ عنہ) کی صف میں کھڑے نہ ہوتے؟ بہرحال ہماری یہ دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اپنے پیارے حبیب کے پیارے حسین (ﷺ)

کی محبت وغلامی میں زندہ رکھے اور قیامت کے دن نوجوانان جنت کے سردار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے دامن سیادت میں ہمارا حشر فرمائے۔آمین۔کیا یزیدی خارجی ٹولہ بھی بالمقابل اپنی اولاد کا غلام یزید نام رکھنے اور اس طرح اس کے ساتھ اپنا حشر برپا ہونے کی دعا کیلئے تیار ہے؟

نبوی فرمودہ وخدائی فیصلہ: حامیانِ یزید جس قدر چاہیں ایڑی چوٹی کا زور اور سر دھڑ کی بازی لگا کر دیکھ لیں حسین کی مقبولیت میں فرق آ سکتا ہے اور نہ یزید کی مغضوبیت ومردودیت میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔یہی فرمودۂ نبوی ہے اور یہی خدائی فیصلہ ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ ”تحقیق اللہ (پیارے حسین کی طرح) جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے۔تحقیق مجھے فلاں بندہ سے محبت ہے پس تو بھی اس سے محبت رکھ۔پس جبرئیل بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے پس تم بھی ان سے محبت رکھو۔پس تمام آسمان والے اس محبوب خدا سے محبت رکھتے ہیں۔

ثم یوضع له القبول فی الارض ۔پھر زمین پر (لوگوں کے دلوں میں) اس محبوب خدا کی مقبولیت پیدا فرمائی جاتی ہے اور جب (یزید کی طرح) اللہ کسی بندے کو مغضوب ودشمن قرار دیتا ہے تو جبرائیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ تحقیق فلاں بندہ میرا مغضوب ہے تو بھی اسے مغضوب رکھ۔پس جبرائیل بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں' پھر آسمان میں منادی فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ نے فلاں کو مغضوب بنایا ہے پس تم بھی اس سے دشمنی رکھو ۔پس آسمان والے بھی اُس مغضوب خدا سے دشمنی رکھتے ہیں۔

ثم یوضع له البغضاء فی الارض۔ پھر زمین پر (لوگوں کے دلوں میں) اُس مغضوب خدا کی دشمنی پیدا فرمائی جاتی ہے''۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۵ بحوالہ مسلم' کتاب البر والصلۃ)

زمین و آسمان: میں اسی فرمودۂ نبوی کے مطابق جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے تحت امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبوبیت و مقبولیت اور یزید پلید کی مغضوبیت و مردودیت کا دنیا میں مظاہرہ ہو رہا ہے اور یہ حدیث حسینیت و یزیدیت کا ایک اہم و واضح معیار ہے اور صرف یہی ایک عمومی ارشاد نہیں بلکہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی و شخصی طور پر احادیث مبارکہ ہیں کہ ''یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں' اے اللہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور ان سے محبت رکھنے والوں سے بھی محبت فرما''۔ (ترمذی شریف' ابواب المناقب کے باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی والحسین بن علی رضی اللہ عنہما)

''یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔

(بخاری شریف' ترمذی ابواب المناقب)

''حسن و حسین نوجوانان کے سردار ہیں'' (ترمذی' ابواب المناقب)

''حسن و حسین اہل بیت میں مجھے سب سے پیارے ہیں''۔

(ترمذی' ابواب المناقب)

''جسے حسن و حسین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے ان سے عداوت ہے اسے مجھ سے عداوت ہے''۔ (ابن عساکر)

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت رکھے اللہ اس سے محبت فرمائے۔ حسین نواسوں میں سے عظیم نواسہ ہے''۔

(مشکوٰۃ' باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فصل' ترمذی ابواب المناقب)

☆ مذکورہ بالا احادیث مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہیں۔

سبحان اللہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمومی وخصوصی ارشادات میں اس طرح نوازیں ان کی محبوبیت کی دعائیں فرمائیں' ان کی محبت کو اپنی محبت قرار دیں اور جوانانِ جنت کا سردار فرمائیں' جولوگ اُس پیارے حسین (رضی اللہ عنہ) کی تحقیر وتنقیص کریں اور یزید پلید جیسے ننگ اسلام کو آپ پر فوقیت وفضیلت دیں ان کی بدبختی کا کیا ٹھکانا ہے۔ انہیں احادیث مبارکہ کا ثمرہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے صحابہؓ واہل بیت' آئمہ علماء' مفسرین' محدثین' فقہاء واولیاء اور سلاطین وعام اہل اسلام میں محبوب ومقبول ہیں اور آپ کا دشمن یزید اپنی نازیبا حرکات اور واقعہ حرۂ وکربلا کے بعد ہمیشہ کیلئے مسلمانوں میں مغضوب ومردود ومسترد ہو چکا ہے' کسی نے کیا خوب تقابل کیا ہے۔

ے کس کا ہم لکھیں قصیدہ منقبت کس کی لکھیں
اہل حق کا مستحق دادو تحسیں کون ہے؟
کس کو مرشد مانتے ہیں اولیاء و اصفیاء
آستاں پہ جس کے جھکتے ہیں سلاطیں کون ہے؟
سطوتِ شاہنشہی کو کر دیا کس نے ذلیل
عارف سر خودی خود دار و خود بیں کون ہیں؟
وہ علی کا لال ہے یا ابن مرجانہ ' یزید
کون ہے ملت کا قائد قدوۂ دیں کون ہے؟

نرالی و انفرادی شہادت: امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شہادت کی یہ خصوصیت ہے کہ بزبان جبریل و رسول کریم علیہما الصلوٰۃ والسلام والتسلیم بچپن ہی میں آپ کی شہادت کا اظہار و اعلان ہو گیا جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''ما ثبت من السنۃ'' اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ''سر الشہادتین'' میں متعدد روایات نقل فرمائی ہیں اور مزید براں آپ کی شہادت کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیدار سے مشرف فرما کر خون سے بھری ہوئی بوتل کے متعلق فرمانا۔

هذا دم الحسين و اصحابه لم ازل التقطه منذ اليوم ۔

''یہ حسن اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج جمع فرما تا رہا ہوں''۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۲، باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ شہادت امام کی عظمت کا کس قدر نمایاں پہلو ہے اور واقعہ کربلا اپنے تمام متعلقات سمیت اس نرالی وانفرادی شہادت کا بجائے خود گواہ ہے مگر افسوس کہ یزیدی خارجی ٹولہ ایسی عظیم منصوص اور مخصوص ومقبول شہادت عظمیٰ کو امام پاک کی تنقیص وتغلیط کے ساتھ داغدار کر کے درحقیقت اپنی روسیاہی کا سامان کر رہا ہے۔

حسن کردار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے جس حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کی بشارت دی ہو' جس کی پیدائش پر کان میں اذان کہی ہو۔ خود حسین نام رکھا ہو' اس کی محبوبیت کی دعائیں فرمائی ہوں۔ شہادت کربلا' سیادت جنت کا اعلان فرمایا ہو' وقت شہادت اس کی سرپرستی فرمائی ہو' جس نے خاتون جنت کی حیاء وعبادت کا نظارہ کیا ہو

اور علی المرتضیٰ سے علم وشجاعت کا درس لیا ہو' سواری میسر ہونے کے باوجود پیدل چل کر ۲۵ حج کئے ہوں' جس کی چھپن سالہ مبارک زندگی علم وفضل' تقویٰ وطہارت' عبادت وریاضت اور شجاعت وسخاوت کا اعلیٰ نمونہ ہو اور جو شرفِ صحابیت وشرف اہل بیت نبوت کا جامع ہو' یزید پلید کے بالمقابل اس کی تنقیص وتغلیط کرنا کس قدر شقاوت وحماقت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

مسلک اہلسنّت: حضرت حسین ویزید پلید کے متعلق اعلیٰ حضرت مجدد ملت محقق اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل الفاظ میں مسلک اہلسنّت بیان فرمایا ہے ''یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنّت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا' اس قدر پر آئمہ اہلسنّت کا اطباق واتفاق ہے' صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ اسکے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہلسنّت کے خلاف ہے اور ضلالت و بد دینی صاف ہے بلکہ انصافاً اس (امام پر الزام اور فسق یزید سے انکار) کا قائل ناصبی' مردود اور اہلسنّت کا عدو وعنود ہے۔ (عرفان شریعت ص ۵۷)

یزید کا کردار وانجام: ننگ اسلام یزید پلید رجب المرجب ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا اور امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے طریق حکومت اور موجودہ وآئندہ ناپسندیدہ کردار کے باعث اپنے مقام رفیع اجتہاد وتدبر' نور بصیرت وفراست ایمانی کی بناء پر اسے نااہل قرار دے کر اس کی بیعت سے انکار فرمایا۔

ع...... سر داد نہ داد دست در دست یزید

اور آئندہ حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ امام عالی مقام کا مؤقف ہی ارفع و اعلیٰ تھا اور واقعی یزید پلید اس قابل نہیں تھا کہ امام عالی مقام کا مبارک و مقدس ہاتھ یزید کے ہاتھ میں آتا۔ یہی راہ عزیمت تھی اور یہی نواسہ گرامی و فرزند رسول ہاشمی (ﷺ) کے شایان شان تھے۔ یزید پلید نے حضرت امام کے انکار بیعت کے بعد باوقار طریقہ سے راہ مصالحت اختیار کرنے، حضرت امام کو اعتماد میں لینے اور اپنی صفائی و معذرت پیش کرنے کی بجائے میدان کربلا میں جس طرح انکار بیعت کا انتقام لیا۔ جلاد ابن زیاد بدنہاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اسے خصوصی اختیارات و ہدایات دے کر حضرت امام و تمام خاندان اہل بیت سے جو ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا اس سے کوئی عامی و عالم اور اپنا بیگانہ ناواقف نہیں۔ یہی طوفانِ ظلم و ستم یزید پلید اور اس کے ظالم افسران و اہلکاران کیلئے کچھ کم نہیں تھا، مگر اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ شہادت امام کے بعد ترک نماز و شراب نوشی وغیرہ، فسق و فجور کا مزید سلسلہ جاری کیا جس کے نتیجہ میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے باشندگان، حضرات صحابہؓ و تابعین اور عام اہل اسلام میں اس کے خلاف نفرت و بیزاری کی لہر دوڑ گئی مگر اس موقع پر بھی یزید نے اپنی اصلاح کی بجائے الٹا مسلم بن عقبہ کی زیر قیادت لشکر جرار بھیج کر مدینہ و مکہ پر چڑھائی کر دی اور ظلم و ستم کا وہ مظاہرہ کیا جو واقعہ حرہ کے نام سے حدیث و تاریخ میں محفوظ ہے۔

قدرت کی فوری گرفت: مدینہ منورہ و مسجد نبوی اور معزز خواتین کی بے حرمتی اور حضرات صحابہ و تابعین و اہل اسلام کے قتل عام کے بعد یزیدی لشکر مزید ظلم و ستم کیلئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ دوران سفر ادھر تو یزیدی لشکر کا امیر ابن عقبہ مر گیا اور اُدھر جب اس لشکر نے جا کر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا تو یزید پلید کے مرنے کی بھی خبر آ گئی کہ وہ

بد بخت تین برس سات ماہ کی منحوس ترین حکومت کے بعد صرف ۳۹ سال کی نامبارک زندگی کے بعد نامرادی کی موت مرگیا۔ یزید کی ہلاکت کی خبر سن کر یزیدی لشکر کا زور ٹوٹ گیا اور وہ ذلیل وخوار ہو کر پسپا ہو گیا۔ یہ ہیں وہ حقائق جو حدیث وتاریخ کے کسی بھی طالب علم پر مخفی نہیں ہیں اور انہی وجوہ سے یزید پلید باجماع اہلسنّت مردود و مسترد ہو چکا ہے اور اہلسنّت میں کوئی ایسی مسلّمہ شخصیت نہیں جس نے یزید کی مدح سرائی و امام عالی مقام کی تنقیص وتغلیط کی ہو۔ یزید نے اُمت کی برگزیدہ شخصیتوں اور اسلام کی حرمتوں کا خون بہا کر عیش وعشرت کی جن تمناؤں اور استحکام حکومت کا خواب دیکھا۔ قدرت نے اسے شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا اور حرمین طیبین کی بے حرمتی کے دوران جب اس کی سرکشی انتہا کو پہنچی تو قدرت نے فوری طور پر اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے مزید مہلت نہیں دی مگر حامیان یزید اس سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے الٹا اُس ظالم کی حمایت میں رطب اللسان ہیں۔

حدیث قیصر: مذکورہ تمام حقائق سے قطع نظر آج کل یزیدی خارجی ٹولہ جس کی ترجمانی دیوبندی وہابی مکتب فکر کر رہا ہے۔ اپنی تقاریر و کتب و رسائل میں بخاری شریف کی ایک روایت کی آڑ میں یزید کو قطعی جنتی ثابت کرنے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ومغالطہ ہے۔ زیر بحث حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ”میری اُمت کا جو پہلا لشکر دریا میں جہاد کرے گا (اوجبوا) اس نے اپنے لئے جنت واجب کر لی پھر فرمایا میری اُمت کا جو پہلا لشکر مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا وہ مغفور لھم ہوگا (اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے) (بخاری شریف ص ۴۱۰)

اس حدیث کے دو حصے ہیں اور یزیدی ٹولہ دوسرے حصہ سے یزید کو قطعی جنتی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ نہ اس میں یزید کا نام ہے' نہ لفظ جنت مذکور ہے مقام تعجب ہے کہ یزید پلید نے فضائل اہل بیت' فضائل صحابہ' فضائل مدینہ' فضائل مکہ واحکام شرعیہ پر مشتمل جن بے شمار احادیث کی صریح مخالفت وسنت کی خلاف ورزی کی ہے ۔ حامیانِ یزید کو ان احادیث کا تو کوئی احترام و پاس نہیں اور دفاتر احادیث میں ان کی نظر اگر پڑتی ہے تو صرف اس ایک حدیث پر جس میں ان کے بقول ان کے ممدوح کا قطعی جنتی ہونا مذکور ہے۔ وائے ناانصافی و بددیانتی' بہرحال اب حدیث زیر بحث کے متعلق جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جوابات: اوّل پیش نظر حدیث اہلسنّت و جماعت کے مسلک کے مطابق نبی غیب دان کے علم غیب شریف کی ایک واضح دلیل ہے کہ آپ نے بعد میں ہونے والے واقعات کا مدتوں پہلے بیان فرما دیا کیا مداحانِ یزید و منکرین علم غیب اس حدیث کی بناء پر علم غیب پر بھی ایمان لائیں گے؟

دوم: اگر **مغفور لھم** کے تمام شرکاء بھی پہلے لشکر کی طرح جنتی ہیں تو بھی اُن کے متعلق **اوجبوا** کیوں نہیں فرمایا۔ جب حضور نے پہلے لشکر کے متعلق **اجبوا** اور دوسرے کے متعلق **مغفور لھم** فرما کر فرق فرما دیا تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسرے لشکر کو قطعی جنتی قرار دے کر **مغفور لھم** کا مفہوم بھی **اوجبوا** کی طرح بیان کرے۔ یہ بھی آپ کے علم غیب کا مظاہرہ ہے کہ بعض اقوال کی بناء پر جس دوسرے لشکر میں یزید تھا اس کے متعلق صرف **مغفور لھم** فرمایا ہے۔ پہلے لشکر کی طرح **اوجبوا** نہیں فرمایا (کہ انہوں نے اپنے لئے جنت واجب کر لی ہے) تا کہ کوئی یزید کے جنتی ہونے کی دلیل نہ پکڑے۔

سوم: امام ابن حجر عسقلانی، امام بدر الدین عینی اور امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر محدثین وشارحان بخاری میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے یزید کا قطعی جنتی ہونا مراد نہیں لیا بلکہ ابن مہلب کے اس قول کا تعقب ورد فرمایا ہے کہ اس حدیث میں یزید کی منقبت ہے اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ **مغفور لهم** کا مصداق وہی ہوگا جس میں شرط مغفرت موجود ہوگی اور (یزید کی طرح) عموم حدیث میں کسی کا دخول اس کو لازم نہیں کہ وہ دلیل خاص سے خارج نہ ہو۔ کیا چودھویں صدی کے حامیان یزید ملاں، مذکورہ محدثین وشارحانِ بخاری کی بہ نسبت حدیث بخاری کو زیادہ سمجھتے ہیں؟

چہارم: شارحین بخاری کے رد وتعقب کے علاوہ ابن مہلب کا قول خود نامکمل وتشنہ ہے۔ جب تک امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت وواقعہ حرہ وکربلا کے بعد یزید کے متعلق ان کا پورا مؤقف سامنے نہ لایا جائے اس وقت تک ان کا نامکمل قول بذاتِ خود کوئی حجت نہیں۔

پنجم: علامہ عینی شارح بخاری نے لشکر ثانی کے متعلق ایک قول یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرت معاویہ نے قسطنطنیہ کی طرف حضرت ابوسفیان بن عوف کے ساتھ ایک لشکر روانہ فرمایا تھا، جس میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات شامل تھے۔ یزید شامل نہیں تھا اور پھر اس قول کو ترجیح دی ہے۔

ششم: امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بعض حضرات کا ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ ''مدینۂ قیصر سے مراد ''حمص'' ہے، جس میں فرمان رسالت کے وقت قیصر تھا۔ الخ

اس قول کی بناء پر بھی یزید **مغفور لهم** سے خارج ہے کہ وہ غزوۂ حمص میں شامل نہیں تھا۔

ہفتم: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالہ شرح تراجم ابواب صحیح بخاری'' میں فرمایا کہ ''بعض لوگوں نے حدیث **مغفور لھم** سے نجات یزید کا قول لیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے اس غزوہ سے پہلے کے گناہ بخشے گئے اس لئے کہ جہاد کفارات سے ہے اور کفارات سے پہلے گناہوں کا ازالہ ہے' نہ کہ بعد کا۔ ہاں اگر یوں ہوتا کہ **مغفور لھم الی یوم القیمۃ** تو پھر نجات یزید کا استدلال ہوسکتا تھا مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کا معاملہ سپرد خدا ہے کہ اس نے قتل حسین رضی اللہ عنہ' تخریب مدینہ' شراب نوشی پر اصرار جیسے جو جرائم کئے ہیں خدا چاہے تو معاف کرے اور چاہے تو عذاب فرمائے جیسا کہ سب گنہگاروں کا حال ہے۔ اگر **مغفور لھم** کے عموم میں اگلے پچھلے تمام گناہوں سمیت یزید کی شمولیت فرض کی جائے تو بھی یزید ان احادیث کی تخصیص سے خارج ہوگا جن میں اہل بیت کی بے حرمتی کرنے' حرم پاک میں الحاد و فساد پھیلانے اور سنت کو تبدیل کرنے والے کی مذمت و وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ (جیسا کہ جواب نمبر۳ میں بیان ہوا) (ملخصاً۔ بخاری شریف ص۳۲)

ہشتم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اہل مدینہ کو ظلم سے خوف میں مبتلا کیا اللہ اسے خوف میں مبتلا کرے گا۔ اس پر اللہ' ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ بروز قیامت نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا' نہ نفل''۔ (امام احمد و نسائی وغیرہما)

جب ایسے ظالم کا فرض و نفل قبول ہی نہیں تو یزید **مغفور لھم** میں داخل بھی ہو تو کیا حاصل؟

نہم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو قوم صرف رضائے الٰہی کیلئے مجلس ذکر میں

جمع ہوتی ہے اسے آسمان کی طرف سے ندا ہوتی ہے۔ **ان قوموا مغفور لکم۔**

(مجموعہ اربعین نبہانی ص ۴۹)

☆ حلقۂ ذکر میں بیٹھنے والے فرشتے اہل مجلس کی دعا پر آمین کہتے ہیں پھر درود پڑھتے وقت درود پڑھتے ہیں اور فراغت پر کہتے ہیں۔

طوبی لھؤلاء فانھم مغفور لھم ۔(نسیم الریاض جلد۳،ص۵۰۰)

☆ ''جو شخص جمعہ کی رات کو سورۂ یٰسین وحم دخان پڑھے'' **اصبح مغفور لہ۔**

(غنیۃ الطالبین جلد۲،ص۷۱۴)

اِن احادیث نبویہ میں مختلف اعمال پیرو ہی لفظ مغفور ہے جو حدیث قیصر میں ہے۔ لہٰذا حامیان یزید یا تو یہاں بھی ان مغفورین کو قطعی جنتی قرار دیں۔(ولا قائل بہ)

اور یا حدیث قیصر کو بھی ان احادیث سے مطابق کر کے وہاں بھی پہلے گناہوں کی بخشش تسلیم کریں جیسا کہ جواب نمبر۷ میں گزرا۔

دہم: اگر یزید قطعی جنتی ہے تو شروع سے یزید کی مخالفت و مذمت اور تردید وتفسیق کا سلسلہ کیوں جاری ہے۔ تعجب ہے کہ نہ اہل کربلا' اہل مدینہ' اہل مکہ میں سے جلیل القدر صحابہ واہل بیت وتابعین اور اکابر علماء اُمت واولیاء ملت رضی اللہ عنہم کو اس حدیث کی سمجھ آئی اور نہ ہی کسی نے اس حدیث کے حوالہ سے انہیں یزید کے جنتی ماننے اور مخالفت سے باز رہنے کیلئے اتمام حجت کیا۔ الغرض حدیث زیر بحث سے یزید کا قطعی جنتی ہونا قطعاً ثابت نہیں۔ یہ محض حامیان یزید کی غلط فہمی وغلط بیانی ہے۔ قطعی جنتی حسین ہے جو جوانانِ جنت کا بھی سردار ہے۔(رضی اللہ عنہ)